تشکیلِ ذات

چلو چھوڑو زمانے کے فسانے
چلو رہنے دو اِس دُنیا کے قصّے
ہمیں کیا کِس نے کتنے گھر بنائے
ہمیں کیا کِس نے کتنے گھر بسائے
ہمیں کیا ہو زر و زن کس نے پائے
ہمیں کیا کس نے جام و دُر لٹائے

گمان وظن ہے دُنیا، اس کی خواہش
شکست و ریخت ہے اس میں بسر نا

گزر جائیں گے دن اچھے برے سب
نکل جائیں گے پَل مُٹھی سے آخر

https://emad-ahmad.com/

مجھے اب فکر یہ ہے حاصلِ زیست
زر وزن، جام ودُر، گھر بس یہی ہیں؟
محبت، قوتِ بازو، سہولت
مقدر کے اُفق پر بس یہی ہیں؟

تو میرے پاس اپنا کچھ نہیں ہے؟
جو اندر ہو، جو میری دسترس سے چھن نہ سکتا ہو؟
جو میرے ساتھ جائے جب چلا جاؤں مَیں دُنیا سے

نہیں نیکی نہیں، نیکی تو سب کرتے ہیں دُنیا میں
کہ نیکی بھی تو آخر تول ہے، تُل جائے گی اک دن
کوئی شے جو مَیں اس دُنیا میں رہ کر خود بنا پاؤں
مگر وہ میرے اندر ہو

مجھے محسوس ہوتا ہے
زمانہ کارخانہ ہے

https://emad-ahmed.com/

جہاں مَیں خود سے اپنی ذات کی تعمیر کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں
مجھے یہ دسترس دے دی گئی ہے
کہ میں اُس شخص اُس انسان کی تعمیر اور تشکیل کر پاؤں
جو اگلی زندگی کو اپنی مرضی سے
بسر کرنے کی پوری اہلیت رکھے

مجھے معلوم ہونے لگ گیا ہے یہ ضروری ہے
کہ جب مَیں دوسری دُنیا کے سفروں پر نکل جاؤں
تو میری ذات، میرے ہاتھ سے تشکیل کردہ ذات
میری دسترس میں ہو

مجھے اس زندگی سے بس یہی مطلوب اور مقصود لگتا ہے
کہ میری ذات خود مجھ کو
کسی اگلے سفر، دنیا سے آگے، آخرت کے بعد
جنت سے پرے کی زندگی کے واسطے بیدار کرتی ہو
مری اصلی حقیقت کے لیے تیار کرتی ہو!

https://emad-ahmad.com/